رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اب گیا وقت خزاں آ | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نکیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۴۸ | مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۱ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ حضور کو صحت بخشے تاکہ حضور جلسہ پر آنے والوں کو دینی اور روحانی علوم ومعارف سے پورے طور پر محظوظ فرما سکیں۔

۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب خان کی لڑکی فاطمہ کا نکاح پانچسو روپیہ مہر پر احمد اللہ خاں ولد قدرت اللہ سے ...

مولوی محفوظ الحق صاحب علمی جو کچھ عرصہ سے کلکتہ بطور مبلغ قیام پذیر تھے واپس آگئے ہیں۔

جلسہ کے لئے احباب ابھی سے آنے شروع ہو گئے ہیں ۔

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان بابت سنہ ۱۹۲۱ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء (سوموار)

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن مجید ونظم	۹ بجے سے ۱۰ بجے تک
مشن انگلستان اور اس کا کام (چودہری فتح محمد صاحب ایم۔اے)	۱۰ ” ” ۱۱ ” ”
رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان	۱۱ ” ” ۱۱:۳۵ ” ”
رپورٹ نظارت امور عامہ	۱۱:۳۵ ” ” ۱۲ ” ”
اسلام اور اخلاق فاضلہ (مولوی سید سرور شاہ صاحب)	۱۲ ” ” ۱ ” ”

نماز ظہر وعصر — ۱ بجے سے ۲ بجے تک

دوسرا اجلاس

تلاوت قرآن مجید ونظم	۲ ” ” ۲½ ”
رپورٹ نظارت تعلیم وتربیت	۲½ ” ” ۲:۵۵ ”
سیرت مسیح موعودؑ (حافظ روشن علی صاحب)	۲:۵۵ ” ” ۴ ”

دوسرا دن ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء (منگل)

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن مجید ونظم	۹½ ” ” ۱۰ ”
کیا حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے دعوے کے متعلق ابہام رہا (شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)	۱۰ ” ” ۱۱½ ”
رپورٹ نظارت تالیف واشاعت	۱۱½ ” ” ۱۲:۱۰ ”
پیشگوئیوں اور حضرت اقدس کے دیگر الہامات پر نئے اعتراضات کے جواب (حکیم خلیل احمد صاحب)	۱۲:۱۰ ” ” ۱ ”

نماز ظہر و عصر ۱ بجے سے ۲ بجے تک

دوسرا اجلاس

تلاوت و نظم ۲ ،، ۲½ ،،

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۲½ بجے شروع ہوگی

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۱ء (بدھوار)

پہلا اجلاس

تلاوت و نظم ۹½ ،، ۱۰ ،،

نبوت پر محمد علی مونگیری کے اعتراضات کے جواب (مولوی غلام رسول صاحب راجیکی) ۱۰ ،، ۱۱ ،،

رپورٹ نظارت بیت المال و اپیل ۱۱ ،، ۱ ،،

نماز ظہر و عصر ۱ ،، ۲ ،،

دوسرا اجلاس

تلاوت ۲ ،، ۲½ ،،

تقریر حضرت اقدس ایدہ اللہ ۲½ ،، سے شروع

چوتھا دن ۲۹ دسمبر ۱۹۲۱ء (جمعرات)

تلاوت و نظم ۹½ ،، ۱۰ ،،

عیسائیت اور ہمارے اعتراضات (چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب) ۱۰ ،، ۱۱ ،،

خاکسار۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

جن کا چندہ الفضل دسمبر میں ختم ہوتا ہے

ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جلسہ سالانہ پر اپنے اپنے ذمے کا چندہ اخبار الفضل ہمراہ لیتے آئیں۔ یا کسی کے ہاتھ بھجوا دیں یا منی آرڈر فرما دیں۔ ہم بوجہ اشتغال جلسہ وی پی نہیں کر سکتے۔ جو صاحب قیمت روانہ فرمائینگے ان کے نام کا اخبار اگر تا وصولی قیمت بند رہے تو شکایت نہ فرماویں۔ پہلے اطلاع دیدی ہے۔

ایام جلسہ میں ہر خریدار اپنا حساب دیکھ سکتا ہے توسیع اشاعت کی طرف بھی خاص توجہ درکار ہے۔

مینجر الفضل قادیان

جلسہ پر آنے والے احباب کیلئے

ڈاکٹری ہدایات

یوں تو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جیسا کہ سالہائے گذشتہ کا تجربہ بتلاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہی رہتی ہے۔ اور سب مہمان بخیر و عافیت اپنی اپنی جائے سکونت پر واپس پہنچ جاتے ہیں۔ مگر چونکہ بہت سے ایسے احباب ہیں جو یا تو عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے یا پرانے امراض میں پہلے سے ہی مبتلاء ہونے کی وجہ سے کمزور ہوتے ہیں۔ وہ اس سردترین موسم کے سفر میں زکام کھانسی یا گلے کی شکایات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے جہاں ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تقریروں کو بھی اچھی طرح نہیں سن سکتے۔ نیز چند سالوں سے انفلوانزاء کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ احمدی جماعت غرباء کی قلیل التعداد جماعت ہے۔ اس کا ہر فرد قیمتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے چند سال گذرے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہی ایک تقریر میں صحت کی حفاظت کیلئے تاکید فرمائی تھی۔ پس ان باتوں کو مدنظر رکھکر میںنے مناسب سمجھا کہ چند ضروری باتیں یعنی احتیاطیں بذریعہ الفضل بتلا دوں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ گھر سے چلنے کیوقت احباب کو جسم پر پہننے اور رات کو اوڑھنے کے کپڑے کافی لے لینے چاہئیں۔

۲۔ راستہ میں بعض اوقات کھانا نہیں ملتا۔ یا ناقص ملتا ہے۔ اس لئے اگر ہو سکے۔ تو گھر سے ہی اس قسم کا کھانا جو خراب نہ ہو۔ ہمراہ لے لیا جاوے۔

۳۔ ریل گاڑی میں حتی الوسع دن کی گاڑی سے سفر کیا جاوے۔ اور گاڑی میں جہاں طاقی سے آنیوالی تیز سرد ہوا کے جھونکوں سے اپنے جسم کو کپڑے سے ڈھانپ کر بچایا جاوے۔ وہاں لوگوں کے سانس اور گاڑی کے بند ہونیکی وجہ سے جو ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ اس سے احتیاط ضروری ہے۔ اس کا انتظام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کہ گاڑی میں کم از کم تین شیشے ضرور کھلے رہیں۔ انفلوانزا کے دنوں میں سانس کیوجہ سے جو ہوا خراب ہوتی ہے۔ اس کی مضرت کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

۴۔ ریل گاڑی سے اترنے کے بعد بٹالہ سے قادیان تک اپنی خداداد عقل سے کام لیکر جسقدر بھی ہو سکے گرد اور تکان سے بچنا چاہیئے۔ قادیان پہنچتے ہی نیم گرم پانی سے غرغرے کئے جائیں۔ اور ناک کو صاف کیا جاوے۔

۵۔ اپنی جائے رہائش میں بھی صاف ہوا کا خیال رکھا جاوے۔ یعنی جس کمرہ میں ٹھہریں اس کے روشندان ضرور کھلے رکھے جائیں۔ اور اگر ہو سکے۔ یعنی کپڑا کافی ہو۔ تو ایک دروازہ بھی کھلا رہے تو کچھ ہرج نہیں۔ میاں بیوی صاحب تجربہ ہوں۔

۶۔ تیز گرم کھانا کھا کر بہت سرد پانی نہ پیا جائے۔ ایسا ہی تیز گرم چائے پی کر سرد ہوا میں نکلنے سے بعض اوقات زکام اور گلے میں سوزش ہو جاتی ہے۔ تیز گرم کی بجائے کم گرم چائے پی جاوے۔

۷۔ کھانے میں احتیاط سے کام لینے سے سفر میں بہت آرام رہتا ہے۔ معدہ کے زیادہ پر ہونے کیوجہ سے جو کھٹی ڈکاریں آتی ہیں۔ اس سے گلے میں سوزش ہو جاتی ہے۔ اور نزلہ اندر گرنے لگتا ہے۔ اور ہوائی نالیوں کی طرف پھیلکر کھانسی پیدا کرتا ہے۔ والسلام

خاکسار۔ حشمت اللہ

ایک حافظ صاحب

ایک حافظ قرآن جو آنکھوں سے نابینا ہیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ اور کچھ صرف و نحو عربی بھی جانتے ہیں۔ اگر کسی صاحب یا انجمن کو ضرورت ہو تو سالانہ جلسہ پر ان کی نسبت دفتر امور عامہ سے دریافت کر لیں۔

ایک اور نام گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں احمدی بنانے والوں کے جو نام شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نام رہ گیا تھا جو یہ ہے۔ محمودہ خاتون صاحبہ مالیر کوٹلہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۹ر دسمبر ۱۹۲۱ء نمبر ۶

زائرین مدینۃ المسیح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایات زریں

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت سالانہ جلسہ بہت قریب آگیا ہے - اور احباب کرام "ارض حرم" کی زیارت کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہونگے - اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ اس اجتماع مقدس میں شامل ہونے والوں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ گذشتہ جلسوں کی تقریروں میں جو ہدایات زریں بیان فرما چکے ہیں - وہ مختصراً احباب کی آگاہی اور یاد دہانی کے لئے شائع کردی جائیں - امید ہے احباب ان کا خاص خیال رکھینگے -

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی گذشتہ تقریروں میں ایام جلسہ کے ایک لمحہ کو بھی ضائع نہ کرنے کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے - لیکن چونکہ اس بارے میں حضور کا ایک خاص اعلان اخبار کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے - اس لئے اس پہلو کو چھوڑ کر دوسری چند ہدایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں -

حضور نے ۱۹۱۴ء کے جلسہ کی ایک تقریر میں فرمایا -

"بعض لوگ گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں - گو وہ یہ کام شرک کی نیت سے نہیں بلکہ محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں - لیکن ایسے کاموں کا انجام ضرور شرک ہوتا ہے - اس وقت ایسا کرنے والوں کی نیت شرک کرنے کی نہیں ہوتی - مگر نتیجہ شرک ہی ہوتا ہے"

اس کے ساتھ ہی ہاتھ چومنے والوں کا ذکر کرکے فرمایا

"میں ایسے لوگوں کو جو ہاتھ چومتے ہیں - روکتا تو نہیں لیکن انہیں ایسا کرتے دیکھکر مجھے شرم آجاتی ہے - اور میں صرف اس لئے انہیں منع نہیں کرتا - کہ وہ یہ کام اپنی محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں - لیکن ان باتوں کو بڑھانا نہیں چاہئے - تاکہ وہ شرک کی حد تک نہ پہنچ جائیں"

۱۹۱۷ء کے جلسہ کی ایک تقریر میں حضور نے چند نہایت ضروری نصائح فرمائیں جن میں سے ایک نصیحت جو ذیل میں درج کی جاتی ہے - ان احباب کو جو پہلی دفعہ آئیں - اور خاصکر ان غیر احمدی اصحاب کو جو تحقیق حق کی غرض سے تشریف لائیں خاص طور پر مدنظر رکھنی چاہئے - اور ہمارے ان احباب کا جو کسی غیر احمدی دوست کو ساتھ لانے والے ہوں - فرض ہونا چاہئے - کہ یہ بات اچھی طرح ان کے گوش گذار کردیں - اور انھیں سمجھادیں -

حضور نے فرمایا -

"ہمیشہ ہر بات کو غور - فکر اور احتیاط کی نظر سے دیکھنا چاہئے - اور فیصلہ میں جلدی نہیں کرنی چاہئے - یہ بات یاد رکھنی چاہئے - کہ جس قدر لوگ یہاں جلسہ پر آتے ہیں وہ سارے کے سارے پڑھے پڑھائے اور سیکھے سکھائے نہیں آتے - بلکہ ان میں سے کئی ایک ایسے بھی ہوتے ہیں - جو پرانے خیالات کو لیکر پہلی دفعہ ہی آتے ہیں - اس لئے اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو - جو روا نہ ہو - تو انہیں معذور سمجھنا چاہئے - اور ان کی وجہ سے احمدیت پر کسی قسم کا حرف نہیں لانا چاہئے - مثلاً سندھ کے علاقہ کا کوئی شخص جہاں پیروں کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے - یہاں آئے اور آکر گردن ڈالدے تو پہلے تو وہ اپنے رواج کے مطابق ایسا ہی کریگا - بعد میں ہم اسے اٹھائینگے اور بتائینگے - کہ یہ درست نہیں ہے اب اگر کوئی اسے دیکھکر یہ سمجھ لے - کہ یہاں بھی پیر پرستی ہوتی ہے - تو یہ اس کی جلد بازی ہوگی - کیونکہ جس نے یہ حرکت کی ہے - وہ تو یہاں اپنی اصلاح کے لئے آیا ہے - اگر وہ پہلے ہی سب کچھ جانتا - اور ایسی باتوں میں گرفتار نہ ہوتا - تو اسے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی - ہاں اب جبکہ وہ یہاں آگیا ہے - ہم اسے پڑھائینگے - اور اس کے مرض کو درست کرینگے - اس قسم کی باتیں جو لوگ کرتے ہیں - وہ نئے آنے والے ہوتے ہیں - اس لئے ان کے کسی فعل کو ہماری جماعت کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے"

پھر حضور نے فرمایا -

"ہجوم میں اختلاف ہونا ضروری بات ہے - حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس کی مثال پگڑیوں سے دیا کرتے تھے - تو جس طرح لوگوں کی ان ظاہری چیزوں میں اختلاف ہوتا ہے - اسی طرح طبائع میں بھی اختلاف ہوتا ہے - اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے - لیکن بعض لوگ جب اپنی طبیعت کے خلاف کوئی بات دیکھتے ہیں - تو ناراض ہو جاتے ہیں - مثلاً کئی لوگ جوش کی وجہ سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں - مگر دوسرے اس پر چڑتے ہیں - مجھے تعجب آتا ہے - کہ ان کے چڑنے کی کیا وجہ ہے - مختلف طبائع ہیں جس طرح انھیں آگے بڑھنے والوں پر اعتراض ہے - اسی طرح آگے بڑھنے والے بھی ان پر معترض ہیں - کہ یہ لوگ کیوں ہماری طرح آگے نہیں بڑھتے - کیونکہ ان کے نزدیک یہ بھی اخلاص دکھانے کا ایک طریق ہے - بات یہ ہے کہ دونوں کے نزدیک الگ الگ اخلاص کا معیار ہے - ایک تو کہتے ہیں خواہ پس جائیں آگے ہی جانا ہے - مفتی محمد صادق صاحب سناتے تھے - کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری سال جو جلسہ ہوا اس میں ایک شخص مجمع سے پیچھے کھڑا ہوا دوسرے سے کہہ رہا تھا - کہ دیکھو نبیوں کا زمانہ روز نہیں آتا - تو ایک دفعہ آگے جا کر حضرت مسیح موعودؑ سے مصافحہ کر ہی آ - خواہ تیری ہڈی ہڈی کیوں نہ ٹوٹ جائے - چنانچہ وہ مجمع میں گھس گیا - اور مصافحہ کر آیا - تو ایک اس طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں - مگر دوسرے کہتے ہیں - کہ مجمع میں لڑھکتے جانا کہاں کا ادب ہے - اس طرح خواہ مخواہ تکلیف دی جاتی ہے - یہ دونوں کے اخلاص کی باتیں ہیں - اور دونوں پھل پائینگے - اس لئے کسی کو ایک دوسرے پر چڑنے کا کوئی حق نہیں ہے - پھر بعض سختی اور تشدد سے میرے پاس سے دوسروں کو ہٹانا چاہتے ہیں - اور سمجھتے ہیں - کہ یہ خدمت کر رہے ہیں - انھیں چاہئے کہ رفق اور ملائمت کا سلوک کریں - ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ادب سے پیش آئیں - تم سب ایک دوسرے کے بھائی ہو - اور غیر احمدی جو آتے ہیں - وہ ہمارے مہمان ہیں - پس تم انسانیت اور مراتب کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرو - نہ کہ سختی اور بے ادبی سے پیش آؤ"

پھر فرمایا۔

"آپ لوگ ایک دوسرے کا ادب کریں۔ قادیان والے باہر سے آنے والوں کا ادب کریں۔ کہ وہ ان کے مہمان ہیں۔ اور بیرونی احباب قادیان والوں کا ادب کریں۔ کہ ان کا اکثر حصہ ایسا ہے جو اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر محض دین کی خاطر یہاں آگیا ہے۔ آپ لوگ میرے پاس یہاں آئے ہیں۔ اور یہ لوگ میرے ملازم نہیں ہیں۔ مگر رات کے دو دو بجے تک آپ لوگوں کی خاطر سردی میں کام کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں اخلاص اور محبت نہ ہوتی۔ تو انھیں کیا ضرورت تھی۔ کہ اپنے گھروں میں آرام کرنے کی بجائے سردی میں آدہی آدہی رات تک آپ لوگوں کی خاطر تواضع میں لگے رہتے۔ اس کا انہیں کوئی انعام نہیں دیا جاتا۔ بلکہ محض محبت اور اخلاص سے کام کرتے ہیں۔ اس لئے تمہیں ان کی قدر کرنی چاہیئے +

اس کے بعد میں یہاں کے لوگوں کو کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ جو دور دراز سے کرایہ خرچ کرکے اپنے کاروبار کو چھوڑ کر یہاں آتے ہیں۔ یہ کوئی کھانے پینے کی خاطر نہیں آتے۔ کیا وہ اسی کرایہ کا جسے خرچ کرکے یہاں آتے ہیں۔ گھر میں اچھے سے اچھا کھانا نہیں کھا سکتے تھے مگر وہ یہاں خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں۔ پس طرفین کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کا ادب اور لحاظ کریں۔ باہر سے آنے والے احباب یہاں کے رہنے والوں کی دقتیں اور مجبوریاں مدنظر رکھیں۔ ہم انھیں کسی انتظام کیلئے مقرر کرتے ہیں۔ اور وہ مجبور ہوتے ہیں۔ کہ جیسا انھیں حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح کریں۔ لیکن لوگ ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ کیوں ہمیں حسب منشاء ملنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ ہاں اگر کوئی ان سے سختی سے کلام کرتا۔ یا درشتی سے روکتا ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہے۔ وہ تو ہر روز ملتا ہے۔ اس لئے اسے اس جذبہ کا احساس نہیں ہے۔ جو کچھ دیر کے بعد ملنے والوں کے دل میں ہوتا ہے اسے خیال کرنا چاہیئے۔ کہ ایک بھائی جو دوسرے بھائی کو کچھ عرصہ کے بعد ملتا ہے۔ وہ اسے چمٹ جاتا ہے۔ لیکن جو اس کے پاس رہتا ہے۔ وہ ایسا نہیں کرتا۔ اس سے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اسے محبت کم ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ایک فطرتی بات ہے۔ کہ دیر سے ملنے والے کے دل میں بہت جوش ہوتا ہے۔ تو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے"

جلسہ پر آنے والے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے اس امر کی بھی خاص تاکید ہے۔ کہ

"سردی سے بچنا اور بغیر کافی کپڑوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے"

حضور نے فرمایا۔

"ہم جو اسقدر کوشش کرتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت بڑھے۔ تو جو اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیا ان کی ہمیں قدر نہیں ہے؟ بڑی قدر ہے۔ پس تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ اور سردی سے بچنے کی بہت کوشش کرو"

امید ہے۔ کہ احباب کرام ان نہایت اہم اور زرین ہدایات پر خاص طور سے عمل کرینگے۔

نامہ نگار اہلحدیث کو نوٹس

محمد بشیر چنیوٹی نامہ نگار اہلحدیث ۹ دسمبر کے اخبار میں لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب کا الہام ہے کہ سب مسجدوں پر ہمارا یعنی مرزائیوں کا قبضہ ہوگا"

اور یہ الہام اس لئے جھوٹا ثابت ہوا کہ چنیوٹ کی کسی مسجد میں احمدیوں نے جماعت کرانی شروع کردی تھی اب انہیں روک دیا گیا ہے۔

اول تو مجھے نامہ نگار کی عقل و دانش پر افسوس آتا ہے جو کسی ایک مسجد میں احمدیوں کی نماز باجماعت کی رکاوٹ پر فقرہ "سب مسجدوں پر ہمارا قبضہ ہوگا" کو غلط ٹھہراتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بارے میں پہلی بار بغیر دخول مسجد حرام واپس چلے جانے پر کہہ دیا تھا۔ کہ آپ کی رؤیا جھوٹی نکلی۔

دوم میں محمد بشیر چنیوٹی و دراس کے ہم خیالوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ الہام جو آپ نے سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضور کی کس کتاب میں درج ہے۔ کتاب کا نام۔ صفحہ۔ سطر بتلایئے کتاب میں نہیں تو سلسلہ کے کس اخبار۔ کس نمبر۔ کس جلد میں چھپا ہے۔ اگر کسی کو خط میں لکھا ہے تو اس کا حوالہ دیجیئے۔ اگر آپ کو لکھ بھیجا تھا تو وہ خط پبلک میں پیش کیجئے۔ ورنہ اس افترا اس کذب اس بہتان سے شرمائیے جس کی مجھے امید نہیں۔ العیاذ من الایمان اور خدا کے برگزیدہ رسولوں کے منکروں میں ایمان کہاں

اخیر میں۔ یہ بھی لکھے دیتا ہوں اولم یروا انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ پنجاب ہی کو لے لو۔ ابتداء میں احمدیوں کی کیا تعداد اور کیا حالت تھی آپ لوگوں نے کتنا زور لگایا۔ مگر اب خدا کے فضل سے ہر اچھی بستی میں احمدیت کا بیج موجود ہے۔ اور کئی ایک مسجدیں ہمارے قبضے میں ہیں۔ جو ابتداءً آپ جیسے مخالفوں ہی کے قبضے میں تھیں۔ بس اسی طرح آئندہ کے لئے سمجھ لیجئے۔ کہ موجودہ رفتار سے آخر وہ دن بھی آجائے گا۔ کہ اسلام سے مراد یہی فرقہ ہوگا۔ اور سب مسجدوں پر ہمارا ہی قبضہ ہوگا۔ گھبراتے کیوں ہو۔ جلدی نہ کرو۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ دروازے پر کہ دنیا کے فرزند جلال الٰہی کا یہ نظارہ دیکھینگے + اکمل عفا اللہ عنہ

اسباق الاخلاق

کرمی ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے اس نام کا ایک ۴۸ صفحہ کا رسالہ عمدہ لکھائی چھپائی اور اچھے کاغذ پر شائع کیا ہے۔ جس میں چھوٹے بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھکر چھوٹے چھوٹے دلچسپ اور آسان سبق درج کئے ہیں۔ ماسٹر صاحب موصوف کی ہمت قابل داد ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ لکھتے ہیں۔ مفید اور نفع بخش لکھتے ہیں۔ احباب کو بھی چاہئے۔ ان کی شائع کردہ کتب خرید کر ان کی امداد فرمائیں۔ مذکورہ بالا رسالہ کی قیمت ۴ر ہے اور کتب خانہ فرید آبادی قادیان سے مل سکتا ہے +

خطبہ جمعہ

انتظام سلسلہ کیلئے ضروری حکمتیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۹ردسمبر ۱۹۲۱ء)

عادی ہونے کی وجہ احساس کی کمی۔ میں آج اس سلسلہ مضامین کو جسے پہلے خطبات میں بیان کر رہا ہوں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ گو اس کے اور بہت سے پہلو ہیں لیکن انسان کی یہ فطرت ہے۔ کہ ایک بات جس کو وہ متواتر سنتا رہے اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس فطرت انسانی کا لحاظ خدا تو الگ رہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی انسان کی بناوٹ اور خلق کا لحاظ کر کے بندوں سے معاملہ کرتے وقت کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ دوزخ والے جب کچھ مدت عذاب میں رہینگے۔ یعنی اس کے عادی ہو جائینگے۔ تو ہم ان کی جلدوں کو بدل دینگے۔ پس جب معمولی باتیں تو الگ رہیں انسان عذاب کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا احساس کم ہو جاتا ہے۔ تو کجا یہ کہ وہ عام باتیں جن کے اندر احساسات اور جذبات کو اس قدر ابھارنے کی طاقت نہیں ہوتی جس قدر کہ عذاب یا خوشی میں ہوتی ہے۔ ان کو مسلسل بہت عرصہ تک بیان کیا جائے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ کو ختم کر دوں۔ اور اس کے ختم کرنے پر بعض حکمتیں جن کے ماتحت کسی جماعت اور سلسلہ کا انتظام چلایا جاتا ہے۔ اور بہت حد تک ان کی ناواقفیت کی وجہ سے لوگوں کو دھوکہ لگتا ہے۔ ان کو بیان کر دوں۔

کوئی تقسیم کرنیوالا اعتراضوں سے نہیں بچ سکتا

بہت حد تک دھوکہ کی وجہ تقسیم ہوتی ہے۔ خواہ تقسیم عمل ہو۔ یا تقسیم مال۔ یا تقسیم مدارج کی۔ باتیں اصل باعث خشوں کا ہوتی ہیں۔ بعض انسان اس بات کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ کہ تقسیم عمل اور تقسیم مال اور تقسیم مدارج کن حکمتوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اور اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتے اور سمجھتے ہیں۔ فلاں بات میں بے انصافی کی گئی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ دنیا میں بے انصافی ہوتی ہے۔ اور لوگ دوسروں کے حق مار لیتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ کوئی انتہائی دیانت داری سے بھی کام لے۔ تو بھی سارے لوگ اس سے خوش ہو سکیں ممکن نہیں۔

خدائی تقسیم پر ناخوشی۔ انسان تو انسان سارے لوگ خدائی تقسیم پر بھی خوش نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ایک شخص کے متعلق فرماتے تھے۔ جسے پھر تو خدا تعالیٰ نے ہدایت دے دی اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ آپ سے تعلقات بھی ہو گئے۔ اور اس کا انجام بھی اچھا ہو گیا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے۔ کہ ابتدا میں اس سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ لیکن ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ کہ آپ اس سے الگ ہو گئے۔ اور وہ واقعہ یہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے کہ اس کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ میں بھی اس کے ہاں گیا۔ اور بڑے بھائی صاحب بھی۔ اور لوگ بھی تھے۔ وہ بڑے بھائی صاحب کو دیکھ کر ان سے لپٹ گیا۔ اور چیخ مار کر کہنے لگا۔ مرزا صاحب خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے۔ ہمارا اس سے بڑا تعلق تھا۔ لیکن یہ بات سنکر ایسی نفرت ہو گئی۔ کہ اس جنازہ میں شامل ہونا بھی دوبھر ہو گیا۔ اور اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

تو بندہ تو بندہ سارے لوگ خدا پر بھی راضی نہیں ہوتے پھر وہ کون انسان ہے۔ جو کسی قسم کی تقسیم کرے۔ اور سارے کے سارے لوگ اس سے خوش ہوں۔

رسول کریم کی تقسیم کے متعلق ناخوشی کی مثال۔ پھر وہ انسان جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ اے مخالفو! تم مجھے کافر کہتے ہو۔ جو کفر کا فتویٰ عقیدہ پر ہی لگایا جاتا ہے۔ اس لئے میرا عقیدہ سن لو۔ کہ اگر میں خدا کے بعد کسی سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر یہ کفر ہے۔ تو خدا کی قسم میں بڑا کافر ہوں۔ کیونکہ یہ کفر مجھ میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ کہ میں سب سے زیادہ محبت خدا سے اور خدا کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا ہوں۔ اور یہ کفر میری رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں بھرا ہوا ہے۔ تو وہ انسان جس کی طرف تمام انصاف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اور جو عدل کا منبع اور خزانہ ہیں وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مگر آپ کے وقت کے واقعات دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک دفعہ جبکہ آپ مال تقسیم کر رہے تھے۔ تو ایک شخص نے کہا تھا کہ عدل و انصاف کو مدنظر رکھئے۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ کیا میں عدل و انصاف مدنظر نہیں رکھتا۔ اگر میں نہیں رکھتا۔ تو اور کون مدنظر رکھیگا۔

تو عدل و انصاف کی تعلیم دینے والے آپ کے لئے بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ جن کے نزدیک آپ عدل مدنظر نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کہنے والے نے کہا۔ انصاف مدنظر رکھیں اور خوف خدا کریں۔ گویا آپ خوف خدا کو دور کر کے اور جان بوجھ کر ایسا کر رہے تھے۔ غلطی سے بے انصافی نہ کر رہے تھے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کر ہی دیا۔ اور خدا تعالےٰ پر بھی کرتے ہیں۔

مسیح موعودؑ کی تقسیم پر اعتراض کرنیوالے۔ ممکن ہے کوئی کہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ روایت ہے۔ ممکن ہے یہ سچی ہو کہ نہ ہو۔ گو اس کی سچائی کے ثبوت ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ گذشتہ بات ہے۔ اسے جانے دو۔ مگر آج جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں میں سے ایک آپ کا نمونہ اور بروز ظاہر ہوا دیکھ لو ایسا ہوا یا نہیں۔ آپ پر اعتراض کرنے والے یہاں بھی تھے۔ اور باہر بھی۔ جو کہتے تھے۔ کہ جس قدر مال آتا ہے۔ اس کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ گھر کے آرام اور بیوی کو خوش کرنے کیلئے خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ کہنے والے اس وقت میں موجود تھے۔ اور بیسیوں ایسے گواہ اس وقت بھی ہیں جو اس کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی گواہی موجود ہے۔ الحکم میں آپ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ کہ معلوم ہوا ہے۔ ایک شخص مال کے متعلق اعتراض

کرتا ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں تو وہ آیندہ مجھے چندہ نہ بھیجے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو مثال میں نے پیش کی ہے۔ اسے پرانی روایت کہہ دو مگر اس کو نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کے گواہ ہزاروں موجود ہیں۔ پھر لوگوں کی ہی شہادت نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی اپنی شہادت ہے۔

اعتراضوں سے کوئی نہیں بچ سکتا

ان باتوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ اور کوئی شخص تو الگ رہا۔ خدا کی ذات جو منبع ہے تمام خوبیوں کا اور جو پیدا کرنے والا ہے تمام صفات کا اس پر بھی انسان اعتراض کرنے سے باز نہیں رہتے۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ اس کا معاملہ درست نہیں۔ ایسے اعتراض خدا کے منکر ہی نہیں کرتے بلکہ ماننے والے بھی کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے وہ مثال سنائی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی۔ اور نہ ماننے والے تو دہریہ ہی کہلاتے ہیں۔

رائے قائم کرنے کا طریق

پس تم جب بھی کسی انسان کے متعلق رائے قائم کرنے لگو تو سوچ لو کہ کس طرح کسی انسان کے متعلق رائے قائم کرنی چاہئے۔ اور دیکھو۔ کہ رائے قائم کرنے سے قبل کن باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔

رائے قائم کرتے وقت اپنی حالت کو دیکھو

اور خاص کر یہ دیکھ لو۔ کہ رائے قائم کرتے وقت تمہاری اپنی حالت کیسی ہے۔ ایک ہی بات اگر ایک آدمی کے متعلق سنی جائے۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ بہت بری ہے۔ ایک بات جو اپنے مذہب میں پائی جائے۔ اسے سن کر سر ہلاتے اور جھوم جھوم کر کہتے ہیں۔ کیا ہی خوب ہے۔ لیکن وہی بات جب دوسرے مذہب میں دیکھیں۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ کیسی بیہودہ اور لغو ہے۔ یہ مشاہدہ ہے اور غیروں کے متعلق ہی نہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے بعض لوگوں کے متعلق بھی ہے۔ جو سناتے ہیں۔ کہ فلاں مذہب میں یہ بات جو پائی جاتی ہے۔ غلط ہے۔ حالانکہ وہی بات ان کے مذہب میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور اسے وہ درست اور صحیح سمجھتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا ہوتا۔ اپنی کتاب میں جب وہ آتی ہے تو اس کی خوبی کی وجہ سے اسے نہیں مانتے۔ بلکہ اس لئے مانتے ہیں۔ کہ اپنی کتاب میں آئی ہے۔ اور جب دوسرے مذہب میں دیکھتے ہیں تو اسکی برائی کی وجہ سے اسکی مذمت نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے مذمت کرتے ہیں۔ کہ غیر کی کتاب میں درج ہے۔

تو رائے احساسات اور جذبات کے ماتحت عام طور پر نہیں بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ کوئی بات تعلق رکھتی ہو۔ اگر اس سے کبھی رنج پہنچا ہو۔ تو وہ بات بری نظر آتی ہے۔ اور اگر نفع پہنچا ہو۔ تو بری بات بھی اچھی دکھائی دیتی ہے۔ تو کبھی رائے لگانے اور قائم کرنے والے کی اپنی حالت رائے کو بدل دیتی ہے۔

غلط حالات کی وجہ سے رائے کی غلطی

اور کبھی ایسا شخص جس کے متعلق رائے قائم کی جاتی ہو۔ اس کی حالت رائے کو بدل دیتی ہے۔ نہیں اس سے نہ عداوت ہوتی ہے۔ نہ محبت۔ مگر جو کام اس نے کیا ہوتا ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے صحیح حالات کا علم نہیں ہوتا۔ اور اس وجہ سے اس پر حملہ کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں رائے زنی کرنے والے کی نیت تو اچھی ہوتی ہے۔ لیکن جو حالات اس کے سامنے آتے ہیں۔ وہ صحیح نہیں ہوتے۔ بلکہ غلط ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی رائے بھی غلط ہوتی ہے۔

رائے قائم کرنے والے کی غلطی

اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس کے متعلق رائے زنی کی جاتی ہے اس سے نہ رنج پہنچا ہوتا ہے نہ فائدہ اور نہ واقعات اور حالات غلط طور پر پہنچے ہوتے ہیں۔ بلکہ رائے زنی کرنے والے کی اپنی غلطی ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے بدنیتی سے نہیں کہتا بلکہ غلط کہتا ہے۔

پس یہ تین باتیں ہیں۔ (۱) یہ کہ کبھی ہمارے اندر جذبات اور احساسات کے ماتحت ایسی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ کہ غلط رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اور (۲) کبھی واقعات غلط طور پر سامنے آتے ہیں۔ اس لئے غلط رائے قائم کی جاتی ہے اور نمبر (۳) کبھی صحیح واقعات سامنے آتے ہیں۔ اور ہم نیک نیتی سے جذبات سے علیحدہ ہو کر رائے لگاتے ہیں۔ لیکن ہماری رائے غلط ہوتی ہے۔

رائے لگانے کے متعلق یہ تین باتیں ضرور مدنظر رکھنی چاہئیں۔ اور ہر شخص کو خواہ ہندو ہو یا سکھ مسلمان ہو یا عیسائی ماننا پڑیگا۔ کہ ان تینوں باتوں کی وجہ سے رائے لگانے میں غلطی واقع ہوتی ہے۔

یہ تو رائے لگانے کے متعلق باتیں ہیں۔ اب میں واقعات کے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔ جن میں رائے قائم کی جاتی ہے۔

ہر ایک انسان غلطی کر سکتا ہے

ایک بات جو واقعات کے متعلق نہایت ہی ضروری ہے یہ ہے۔ کہ انسان جو ہے خواہ وہ کتنا بڑا اور کتنے اعلیٰ درجہ کا ہو جائے۔ بشریت اس کے ساتھ ہی رہتی ہے حتیٰ کہ رسولوں کے ساتھ بھی رہتی ہے۔ اندازے اور رائے کی غلطیاں ان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ وہ کئی باتوں کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں۔ مگر پھر خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان میں بشریت کی وجہ سے غلطی ہو گئی۔ انبیاء شریعت اور خدا کے احکام توڑنے کے متعلق بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ مگر وہ احکام جو ان کی عقل پر چھوڑے جاتے ہیں۔ ان میں غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ چاہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں کتنے ہی دانا ہوں لیکن پھر عقل عقل ہی ہے۔ اور غلطی کر بیٹھتی ہے۔

تو شرعی امور کو چھوڑ کر دوسرے امور میں ان سے بھی غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔ ایک رائے قائم کرتے ہیں۔ مگر پھر کہتے ہیں ایسا نہیں ہے۔

غلطی اور ہے بددیانتی اور

پس جب انبیاء سے بھی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو پھر یہ کہنا کہ انسانوں کو ضرور صحیح فیصلہ کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ بددیانت ہونگے۔ ایک بڑی زبردستی ہے۔ بعض لوگ اس سے جھگڑا پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک ہر رائے کی غلطی بددیانتی ہوتی ہے۔ لیکن اگر رائے کی غلطی بددیانتی ہوتی ہے تو نبیوں سے بھی ہوئی۔ اور جب نبی کر سکتے ہیں۔ تو اور کون ہے۔ جو اس سے بچ سکے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں جنگی سپاہی جرنیل۔ کرنیل اور کمانڈر جو لڑائی میں عمریں گزار دیتے ہیں۔ مگر بیسیوں موقعوں پر ان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ جسے وہ خود بھی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔ اور دوسرے بھی۔ تو جب وہ لوگ جو دنیا کے کاموں میں سے ایک خاص کام چن کر اپنی زندگی اس میں لگا دیتے ہیں۔ رات دن اسمیں

ہر فن کرتے ہیں۔ بہت سے معاون اور مددگار رکھتے ہیں۔ بڑے بڑے سامان اور اسباب ان کے لئے مہیا ہوتے ہیں۔ کہ صحیح اور درست رائے قائم کر سکیں۔ وہ بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ اسی جنگ میں دیکھو۔ جو تھوڑا عرصہ سے بند ہوئی ہے۔ کہ بڑے بڑے جرنیلوں نے غلطیاں کیں۔ پس جب ہر قسم کے سامان اور علوم جن سے رائے کی صحت کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ استعمال کرنے والے بھی غلطیاں کرتے رہے ہیں۔ اور اب تک کوئی نہیں۔ اور ایک نے تو لکھا ہے۔ کہ ایک بھی جرنیل ایسا نہیں جس سے کوئی غلطی نہ کی ہو۔ تو کوئی اور شخص جس کے ذمہ سینکڑوں کام ہوں۔ اس سے غلطی ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اور جب کوئی انسان حتیٰ کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں جس سے رائے کی غلطی نہ لگ سکتی ہو۔ تو کیسی بیہودگی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ جو غلطی کرتا ہے اس کی بددیانتی اور شرارت ہے۔

کم اور زیادہ دانا کا مطلب

غرضکہ ہر طبقہ کے لوگوں میں بڑوں میں برابر کے لوگوں میں چھوٹوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ غلطی کرتے ہیں۔ اور زیادہ دانا اور کم دانا کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ کسی کی ۹۹ فیصدی کی۔ کسی کی [illegible] رائیں درست ہوتی ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ کسی کی ۱۰۰ کی ۱۰۰ رائیں درست نکلیں۔ جب یہ بات ہے۔ تو کسی کے کام کے متعلق یہ کہنا کہ یہ رائے کی غلطی نہیں بلکہ یہ بددیانتی ہے۔ بڑی خطرناک جرأت ہے۔ اور قانون قدرت کا مقابلہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ قانون بتاتا ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو غلطی نہ کر سکتا ہو۔

ان چار باتوں کے بعد میں کہتا ہوں۔ تم اپنے آپ میں غور کرو۔ اور دیکھو کہ جب کسی کے متعلق رائے قائم کرتے ہو۔ تو ان باتوں کو مدنظر رکھ لیا کرتے ہو؟ جب تم ان پر غور کرو گے۔ تو معلوم ہوگا کہ بہت سے جھگڑے اور بہت سے فتنے صرف اس لئے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ اکثر حصہ اعمال میں دوسرے سے ایسی امید لگائی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ سے لگانی چاہیئے۔ اور اپنے متعلق ایسا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ جو خدا کے متعلق کرنا چاہیئے۔ یا اپنی رائے کو ایسی قطعیت دے لیتے ہیں۔ جو نہیں دینی چاہیئے۔ یا پھر دوسرے کو ایسا مکمل سمجھ لیتے ہیں۔ کہ جو نہ صرف ایسا ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ ہو بھی نہیں سکتا اور پھر اس کی غلطی کو بددیانتی قرار دے بیٹھتے ہیں۔

نبیوں سے بڑا درجہ دیکر ابوجہل سے بدتر ٹھہرا

یہ عجیب بات ہے۔ کہ کسی کو درجہ تو وہ دیا جاتا ہے جو نبیوں کو بھی حاصل نہیں۔ مگر پھر فیصلہ وہ کیا جاتا ہے۔ جو ابوجہل سے بھی بدتر ٹھہرانے والا ہوتا ہے۔ ایک انجمن کے سکرٹری یا پریذیڈنٹ کو درجہ تو وہ دیا جاتا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی نہ تھا۔ کیونکہ آپ رائے میں غلطی کر سکتے تھے۔ مگر اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ غلطی نہیں کرتا۔ لیکن پھر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ اس کو غلطی لگ ہی نہیں سکتی اس لئے اگر یہ کوئی غلط رائے دیتا ہے تو چونکہ غلط بات اس کے دل میں آ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے بددیانتی کرتا ہے۔ گویا درجہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور فیصلہ ابوجہل سے بھی بدتر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نیت پر بھی بلا وجہ شک کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ مگر اسکی نیت پر شک کر کے اسے ابوجہل۔ فرعون۔ شداد وغیرہ بڑے سے بڑے انسان سے بھی بدتر قرار دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کرتا ہے۔ اس کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔ اور پھر خدا پر حملہ کرنے لگ جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے سامنے اس شخص نے کہا۔ کہ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ پس جب انسان یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ ظلم کس حالت کو کہتے ہیں اور بددیانتی اور شرارت کیا ہوتی ہے۔ اور جلدی سے فیصلہ کر بیٹھے۔ تو خدا تعالیٰ کے افعال پر بھی اعتراض کرنے لگ جائیگا۔ اور اسے بھی ظالم قرار دیدیگا۔

اس کے بعد میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں کہ کام کرنے کی حکمتیں کیا ہیں یعنی کن حکمتوں کے ماتحت کام کیا جاتا ہے۔ پہلے تو میں نے یہ بتایا ہے۔ کہ اگر کوئی اپنی رائے اور عقل کے ماتحت کام کرے۔ اس کے مدنظر کوئی اغراض نہ ہوں۔ تو بھی ایسا فیصلہ کرنا کہ اس نے بددیانتی اور شرارت کی ہے جائز نہیں۔ یہ بہت بڑا حملہ ہے۔ اور اس کیلئے کافی ثبوت کی ضرورت ہے۔ مثلاً گواہوں سے یا اور ذریعہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں نے رشوت لی ہے تو یہ ایک دعویٰ ہوگا۔ مگر پھر بھی یہ نہیں کہ اسے عام لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔ بلکہ عدالت میں پیش کیا جائے۔ اسی لئے ہم نے عدالتیں مقرر کر دی ہیں۔ یا مثلاً ملزم خود اقرار کر لے۔ کہ میں نے فلاں بے انصافی کی ہے۔ یا گواہ پیش کئے جا سکیں۔ یہ بھی ثبوت ہوگا اور ایسے متعلق حق ہوگا کہ خلیفہ کے سامنے یا اسکی مقرر کردہ عدالت کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا جائے۔ ورنہ محض گمان کی بنا پر کسی پر الزام لگانے کی صورت میں عجیب رنگ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس طرح تو یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ اسے درجہ تو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر دیا جاتا ہے۔ اور حملہ ابوجہل سے بھی بدتر سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں کیا تعجب ہے کہ رسول کریم پر بھی حملہ کر دو کیونکہ جب شخص جسے رسول کریم سے بڑھ کر درجہ دیا جاتا ہے اس پر حملہ کیا جاتا ہے۔ تو رسول کریم پر حملہ کرنا کونسا مشکل ہوگا۔

تقسیم کی حکمتیں

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ کام کیلئے وہ کونسے قواعد مقرر ہیں۔ کہ جب انکو مدنظر رکھا جائے۔ تو اور بھی رائے کی کمزوری اور نقص معلوم ہو جاتا ہے۔ اور پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وہی صحیح طور پر رائے قائم کر سکتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں کام ہوتا ہے۔

یہ تین باتیں ہیں جن کے ماتحت کوئی تقسیم کی جاتی ہے اور یہ تینوں امور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اور قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود کے عمل اور عقل سے ثابت کر سکتا ہوں۔ کہ جب کوئی کام اختیار کرے تو ان کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی مدنظر نہیں رکھتا۔ تو دنیا کی نظر میں تو میں نہیں کہتا۔ خدا کی نظر میں وہ اچھا نہیں ہوگا۔ ہر دینی کام اور سلسلہ میں ان کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ دنیاوی کاموں کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ لیکن دینی کام جو ہر امیر ہر حاکم ہر خلیفہ اور ہر نبی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں ان باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

ان میں سے ایک تو یہ ہے۔ جسے دنیاوی معاملات میں "لحاظ یا رعایت" کہتے ہیں۔ سو اسے دینی کاموں میں جائز ہی نہیں رکھا گیا بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ عام اصطلاح جو دنیا کی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اسے رعایت اور لحاظ کہا ہے۔ لیکن شریعت نے اسکو جائز ہی نہیں بلکہ واجب رکھا ہے۔ یہ دنیا کے کاموں میں ناجائز ہو۔ مگر دین میں بعض پہلو ایسے ہیں۔ کہ جن میں یہ جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ پھر اگر شریعت کی اصطلاح مدنظر رکھکر کہا جائے۔ تو کہینگے۔ کہ شریعت نے بعض ایسے حق رکھے ہیں۔ کہ دنیا کے معاملات میں دنیا والوں نے تسلیم نہیں کئے۔ یہ حق ان حکام۔ امراء۔ خلفاء بلکہ انبیاء پر ہیں۔ یہ ہیں۔

سابقوں کا حق

اول یہ کہ سابقوں کا ایک حق رکھا گیا ہے۔ اور شریعت کی رو سے ان کا لحاظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے خدا کے نام کو بلند کیا ہوتا ہے۔ اور جو خدا کے نام کو بلند کرتا ہے۔ خدا کی غیرت برداشت نہیں کرتی۔ کہ اس کا نام نیچا ہو۔ کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ پر اس کا یہ احسان رہ جاتا ہے کہ میں نے تیرا نام اس وقت بلند کیا جب دوسرے اسے نیچا گر رہے تھے۔ لیکن تو نے میرا نام بلند نہ کیا۔ لیکن خدا کی غیرت یہ پسند نہیں کرتی۔ کہ اپنے اوپر احسان رہنے دے۔ اس لئے جتنا کوئی اس کا نام بلند کرتا ہے خدا اس سے زیادہ اس کا نام بلند کر دیتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ کا احسان اپنے بندہ پر رہے۔ بندہ کا خدا پر نہ رہے۔ تو سابقون کا خدا تعالیٰ نے ایک حق رکھا ہے۔ وہ خواہ دوسروں کی نسبت کام کے لحاظ سے ادنیٰ بھی ہوں۔ تو بھی خدا نے ان کا حق مقرر کیا ہے۔ تاکہ خدا پر ان کا احسان نہ رہے۔ اس لحاظ اور حق کے متعلق دو قسم کی مثالیں

ملتی ہیں۔ یعنی ایک یہ کہ جہاں برابری کا مقابلہ ہو۔ وہاں سابقوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور دوسرے جہاں برابری نہیں بلکہ سابق ادنیٰ اور دوسرے اعلیٰ ہوں۔ وہاں بھی سابق کو ہی ترجیح دی گئی ہے۔ اور یہ دونوں مثالیں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن کے اعمال کے اعلیٰ ہونے کو مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ اور دو مثالیں تو رسول کریم صلعم کے وقت بھی ملتی ہیں۔

سابقوں کے حق کی ایک مثال

ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کی لڑائی ہو گئی۔ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو خیال آیا۔ میں ہی درگذر کر دیتا۔ تو بات نہ بڑھتی۔ چلو اب میں معافی مانگ کر صفائی کر لیتا ہوں۔ اس پر انہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی۔ حضرت عمرؓ اس وقت غصہ میں تھے انہوں نے معافی نہ دی۔ حضرت ابو بکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کی۔ کہ عمرؓ سے میرا جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور میں اپنا قصور تسلیم کرتا ہوں مگر عمرؓ مجھے معاف نہیں کرتے۔ حالانکہ واقعہ کو اب دیکھو حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں میری غلطی ہے۔ اس طرح گویا سابق (ابو بکرؓ) نیچے ہے اور دوسرا (عمرؓ) اوپر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الغیب نہیں کہ آپ باوجود حضرت ابو بکرؓ کے اقرار کے کہ غلطی ان کی ہے۔ حضرت عمرؓ کی غلطی سمجھتے۔ لیکن جب حضرت عمرؓ آئے۔ تو کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے ایسا تمتما رہا تھا کہ جیسا کبھی کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اور آپ نے حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی فرمایا تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ مجھے اور ابو بکر کو نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ ابو بکر وہ ہے کہ جب تم انکار کر رہے تھے۔ تو یہ تصدیق کر رہا تھا۔

یہ سابق کے متعلق رسول کریمؐ کا فیصلہ ہے۔ کہ اگر ان کی غلطی بھی تھی تو بھی حضرت عمرؓ کا یہ کام تھا۔ کہ معافی مانگتے۔ نہ کہ معافی مانگنے پر بھی معاف نہ کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں حضرت ابو بکرؓ کا حق تسلیم کیا ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی ہے کیونکہ سابقون دین کے عمود ہوتے ہیں ان کا حق مٹنے سے دین کی ہتک ہوتی ہے۔ ان کا کام دوسروں تک خدا تعالیٰ کا کلام پہنچانا اور دین کو قائم رکھنا ہوتا ہے اور دوسرے ان کے ذریعہ حق سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اور دین کے مغز کو سابقوں نے محفوظ رکھا ہوتا ہے۔ پھر کیا ان کا حق نہیں ہوتا کہ ان کے ساتھ رعایت کی جائے۔

تو تقسیم عمل تقسیم مال اور تقسیم مدارج میں یہ بھی مد نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ سابق کون ہے۔ اور جب تک دین کے کسی معاملہ میں فرق نہ آئے یعنی یہ نہیں کہ سابق اگر دین کے متعلق کوئی غلط بات کہے۔ تو مان لیں۔ قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ اور شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ تو ایسی حالت میں رسول کریمؐ نے سابقوں کو مقدم رکھا اور ان کا حق تسلیم کیا ہے اور رسول کریمؐ سے بڑھ کر شریعت کا سمجھنے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

دوسری مثال

دوسری ایک اور مثال بتاتا ہوں جس میں سابق کو مقدم رکھا گیا ہے۔ گو اس میں بھی اخفا کا رنگ ہے۔ لیکن میرے نزدیک ظاہر ہے۔ ایک دفعہ رسول کریمؐ بیٹھے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی آپ کے بائیں طرف بیٹھے تھے۔ اور ایک لڑکا دائیں طرف بیٹھا تھا رسول کریمؐ کے پاس دودھ لایا گیا۔ آپ نے دودھ پیا۔ اور پھر لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تم کہو۔ تو یہ دودھ ابو بکرؓ کو دیدوں۔ دائیں طرف ہونے کی وجہ سے اس کا حق تھا۔ اسلئے آپ نے اس سے پوچھا۔

ادھر لڑکے کو خیال تھا کہ یہ رسول کریمؐ کا تبرک ہے۔ میں کیوں چھوڑوں اس لئے اس نے کہا مجھے دیجئے۔ میں اپنا حق نہیں چھوڑتا۔ یہ بھی محبت کا ایک رنگ تھا۔ ادھر رسول کریمؐ کا خیال تھا۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کو مل سکے

خالد کا ابو عبیدہؓ کے ماتحت ہونا

یہ تو رسول کریمؐ کے زمانہ کی مثالیں ہیں۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ کے وقت ابو عبیدہؓ کے ماتحت خالد بن ولید کو کیا گیا۔ خالد بن ولید فنون جنگ میں ایسے مشاق اور ماہر تھے کہ یورپ آجتک ان کی قابلیت کا اعتراف کر رہا ہے۔ اور بعض نے تو حد ہی کر دی ہے۔ کہتے ہیں عمرؓ کو ساری شہرت خالد ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی ہے تو خالد فنون جنگ کا ماہر ہونے کے لحاظ سے بے نظیر انسان تھا۔ آنا فانا اس نے اسلام کے جھنڈے کو دور دراز ممالک میں جا گاڑا۔ اور تھوڑے تھوڑے لشکر کیساتھ دشمن کے بڑے بڑے لشکر کو اس طرح پراگندہ کر دیتا تھا۔ کہ دنیا حیران رہ جاتی تھی۔ اور اب تک حیران ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو ہٹا کر ابو عبیدہ کے ماتحت کر دیا۔ اگرچہ حضرت عمرؓ نے اسکی وجہ نہیں بتائی اور بہانہ کیا ہے۔ کہ ایک وجہ تو ایسی ہے۔ کہ اگر میرے کرتے کو بھی معلوم ہو جائے۔ تو میں اسے جلا دوں۔ مگر ایک وجہ بتائی ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ ابو عبیدہ سابق تھے۔ ابو عبیدہ ایسے ماہر جنگ نہ تھے جیسے خالد بن ولید تھے۔ اور خالد بن ولید سے ہی مشورہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ انہوں نے خالد کو بلا کر مشورہ پوچھا کہ بتائیے کس طرح کرنا چاہیئے۔ آگے دیکھئے ادب بھی کتنا کیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا آپ کو خدا تعالیٰ کے رسول کے خلیفہ نے اس کام کیلئے مقرر کیا ہے۔ میں کس طرح آپ کو مشورہ دوں۔ تب انہوں نے مشورہ دیا۔

تو ایک حد تک کام میں سابقوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور ان کے درجہ کو مد نظر رکھنا لازمی ہے گو وہ کام اور لیاقت کے لحاظ سے دوسروں سے کم ہی ہوں۔

اپنے متعلق انسان کی رائے

اب دیکھئے رائے کی غلطی کس طرح لگ سکتی ہے۔ یوں تو ہر ایک اپنے آپ کو لائق سمجھتا ہے۔ اور اپنی چیز کو اچھا جانتا ہے۔ کہتے ہیں کسی بادشاہ نے دربار میں یہ تجربہ کرنے کیلئے کہ اپنی چیز کو کس طرح اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ایک حبشی کو ٹوپی دی۔ اور کہا لڑکوں میں سے جو لڑکا تمہیں خوبصورت معلوم ہو۔ اس کے سر پر رکھ آؤ۔ وہ حبشی گیا۔ اور امراء کے لڑکوں کو چھوڑ کر اپنے بدشکل لڑکے کے سر پر رکھ آیا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا۔ تو اس نے کہا۔ مجھے یہی لڑکا سب سے خوبصورت نظر آتا ہے۔ اسی کے سر پر ٹوپی رکھ آیا ہوں۔

جبکہ تو پھر بھی ایک واسطہ سے اپنا ہوتا ہے۔ اپنی نسبت تو انسان یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ اور ہر بات میں دوسروں سے زیادہ قابلیت رکھتا ہوں۔ لوگ جنگ کی خبریں پڑھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں جنرل جافرے اور جنرل فاش نے یہ غلطی کی۔ اگر میں ہوتا تو اس طرح نہ کرتا۔ لیکن اگر ان کے سپرد کام کر دیا جائے تو پھر پتہ لگے۔ کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔

صدر انجمن میں سابقون

اگر ہم کہتے ہیں۔ لوگ اپنے آپ کو جو بھی درجہ دیتے ہیں اگر مان لیا جائے۔ کہ ٹھیک ہے۔ تو بھی ضروری ہے کہ سابقوں کی ان کے مقابلہ میں خاص رعایت کی جائے۔ اور میں نے اس بات کا خاص لحاظ رکھا ہے۔ صدر انجمن کے ممبروں میں اس وقت تک کسی اور کو داخل نہیں ہونے دیا۔ حالانکہ علمی لحاظ سے بھی اور دوسرے حالات کی وجہ سے بھی کئی اور لوگ موجود ہیں۔ مثلاً مولوی عبد الماجد صاحب پروفیسر ہیں۔ خان غلام اکبر خان صاحب جج ہیں۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب ہیں۔ منشی فرزند علی صاحب ہیں۔ ملک صاحب خان اکسٹرا اسسٹنٹ ہیں۔ حسام الدین صاحب کلکٹر ہیں۔ خانصاحب محمد حسین صاحب سشن جج ہیں۔ یہ دنیاوی لحاظ سے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں۔ علمیت اور قابلیت بھی اچھی رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں نہیں رہے۔ میں ان کے مقابلہ میں ان کو جو دنیاوی لحاظ سے چھوٹے ہیں۔ مگر مسیح موعود کی صحبت میں رہے ہیں مقرر کرتا ہوں۔ اور ان کو مقرر نہیں کرتا اب اگر وہ سمجھیں کہ ہم لائق ہیں ہمیں مقرر کرنا چاہیئے۔ اور دوسرے لوگ بھی خیال کریں۔ کہ ان کی بجائے کم قابلیت کے لوگوں کو داخل کرنا بے وقوفی ہے۔ تو ان کی مرضی۔ مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ سابق ہیں۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ دوسروں پر انہیں مقدم کیا جائے۔ اور جب تک یہ جماعت ہے اور کام کو معمولی حیثیت سے بھی کر سکتی ہے۔ اس کا حق ہے۔ کہ اس کے سپرد کیا جائے۔ اور اسکے مقابلہ میں دوسروں کا حق نہیں ہے۔

کام کی مناسبت

ایک تو یہ حکمت ہوتی ہے۔ تقسیم مدارج تقسیم مال اور تقسیم عمل میں کہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ فلاں کام کر سکتا ہے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے خالد کی جگہ ابو عبیدہ کو کو

مقرر کیا۔ مگر ابوہریرہؓ کو مقرر نہ کیا کہ وہ یہ کام نہ جانتا تھا۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص جو ایک کام کرنے کی کم لیاقت رکھتا ہے۔ اس کے سپرد اس کے مقابلہ میں کام کر دیا جائے۔ جو سابق نہیں لیکن زیادہ لیاقت رکھتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مثلاً جو انگریزی نہ جانتا ہو۔ اسے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا دوں۔ کم لیاقت کو مدنظر رکھکر تھوڑی خرابی بھی گوارا کی جا سکتی ہے۔ اور سابقوں کا جو حق اسلام نے مقرر کیا ہے۔ اور جو صحابہ کے وقت ملتا رہا ہے۔ وہ دینا ضروری ہوتا ہے۔

مؤلفۃ القلوب کا حق

دوسری بات اس کے الٹ ہے۔ اور وہ مؤلفۃ القلوب کی رعایت ہے۔ چونکہ یہ بات خدا نے مقرر کی ہے۔ اس لئے رعایت نہ ہوئی۔ بلکہ ان لوگوں کا حق ہوا۔ ایک زیادہ کام کرنے والا اور ایک مؤلفۃ القلوب کی مد کا۔ خدا نے بھی یہی رکھا ہے۔ اور شریعت بھی یہی کہیگی۔ کہ زیادہ کام کرنے والے کو نہ دو مگر مؤلفۃ القلوب کو دیدو۔

رسول کریمؐ ایک دفعہ مال تقسیم کر رہے تھے۔ کسی کو جوش آیا کہ آپ نے فلاں کو نہیں دیا۔ عرض کی کہ فلاں کو کچھ نہیں ملا۔ رسول کریمؐ نے کوئی توجہ نہ کی۔ پھر اس نے کہا۔ پھر آپ نے توجہ نہ کی۔

فتح مکہ پر مال کی تقسیم

پھر کبھی رسول کریمؐ مال تقسیم کرتے وقت ایسے شخص کو دے دیتے۔ جو کمزور ایمان والا ہوتا۔ فتح مکہ کے بعد جو مال آئے۔ وہ آپ نے مکہ والوں کو دے دئے۔ حالانکہ جنگ کر کے خون بہانے والے جو تھے۔ ان کو نہ دئے۔ اس موقع پر ایک کمزور نے کہہ بھی دیا۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ اور مال اوروں کو دے دیا گیا ہے۔ اس پر رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو بلایا۔ اور کہا اے انصار تم کہہ سکتے ہو۔ کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیلا تھا۔ اسکی قوم نے اسکو رد کر دیا تھا۔ اس وقت ہم اسکو لائے اور جب کوئی اس کی مدد نہ کرتا تھا۔ ہم نے اس کی مدد کی۔ ہم نے اس کے لئے خون بہائے لیکن جب لوٹ کا مال آیا۔ تو اس نے اپنے ہم قوموں کو دیدیا۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ اس بات کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اور اگر چاہو تو تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس آیا تھا۔ ہمارے گھر رہا۔ اور جب اس کا وطن فتح ہوا۔ تو اس کی قوم والے تو اونٹ بکریاں لے گئے۔ اور ہم محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساتھ لے آئے۔ اب جو چاہو کہو۔

رسول کریمؐ کی زجر اور اس کا نتیجہ

میرے نزدیک اس سے زیادہ زجر کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ کافر اور فاسق نام رکھنے سے بھی زیادہ سخت تھی کہ تم اونٹ لے جانا چاہتے ہو یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مکہ والا تھا مکہ اس کا وطن تھا۔ مگر وہ مکہ نہیں گیا۔ بلکہ مدینہ گیا۔ اس پر انصار رو پڑے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ کسی نادان نوجوان نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو بات کہی گئی۔ وہ تو کہی گئی اب تم دنیاوی ترقی کی امید نہ رکھنا۔ اور حوض کوثر پر ہی آکر مجھ سے مانگنا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ پھر دنیاوی ترقی ان کو نہیں ملی۔ ہم مغل اور پٹھان جو بہت پیچھے آئے۔ ہمیں خدا نے دنیا کی حکومت دے دی۔ مگر وہ انصار جنہوں نے رسول کریمؐ کے لئے اور آپ کے ساتھ اپنے خون بہائے ان کو ایک ریاست بھی نہ دی۔ صرف ایک فقرہ کی وجہ سے۔

خلاصہ بیان

تو کبھی مؤلفۃ القلوب کو مال دینا پڑتا ہے۔ کام میں ان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور کبھی سابق ہونے کی وجہ سے تقسیم مال۔ تقسیم درجہ اور تقسیم اموال کی جاتی ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ رسول کریمؐ کی بیویوں کو مال دیا جاتا تھا۔ پھر بعد میں ایمان لانے والوں کو پھر ان سے بعد ایمان لانے والوں کو۔ پھر سبقت کا لحاظ مدارج میں بھی رکھا گیا ہے۔ اور عمل میں بھی۔

دوسری بات مؤلفۃ القلوب ہے۔ جو گویا سابق کی ضد ہے۔ کہ تعلق کی کمی کی وجہ سے سلوک کیا جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر بھی بعض لوگوں کو خیال آتا ہے۔ کہ ہمیں نہیں دیا گیا۔ اور فلاں کو دیدیا ہے۔ حالانکہ اسے تو ایمان میں کامل نہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اور اسلئے رعایت کی گئی ہے۔ کہ کمزور ہے۔ مگر تم مضبوط ایمان والے ہو۔ اسلئے تمہیں نہیں دیا گیا۔ کیا تم بھی ویسا ہی بننا چاہتے ہو۔

تیسرا امر جسکو پہلے بھی بیان کر آیا ہوں۔ قیاس اور رائے ہے۔ ایک اچھی سے اچھی چیز کے متعلق سوکی، سو رائے ہو سکتی ہے کیونکہ ایک ہی چیز کے متعلق ہر ایک الگ الگ رائے قائم کریگا۔ اور یہ ممکن نہیں۔ کہ سب کی رائے کسی معاملہ کے متعلق ایک ہو مجسٹریٹ ایک فیصلہ کرتا ہے۔ جو صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ اور غلط بھی۔ اس کی آگے اپیل کی جاتی ہے۔ اپیل پر جو فیصلہ ہو وہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ اور صحیح بھی پھر اسکی اور آگے اپیل ہو سکتی ہے۔ اس پر بھی جو فیصلہ ہوگا۔ وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اور صحیح بھی لیکن آخر کسی جگہ جا کر یہ سلسلہ ختم بھی ہوگا۔ یا اپیل در اپیل ہی ہوتی رہیگی۔ باوجود اس کے کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ آخری فیصلہ بھی غلط ہو۔ لیکن کام چلانے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ ختم کیا جائے۔ ورنہ سارا ملک ہی ہائی کورٹیں بنانا پڑے۔ تو عقلاً بھی یہ ضروری ہے۔ کہ ایک جگہ آخری فیصلہ ہو جائے اور پھر اس سے آگے سلسلہ نہ چلے۔ ورنہ ہر ایک انسانی عدالت کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ اس کا فیصلہ غلط ہو۔ اور اس طرح کا سلسلہ آخر خدا تعالیٰ تک جا کر ختم ہو۔ کہ خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ لیکن اعتراض کرنے والے اس پر بھی اعتراض کر ہی دیتے ہیں۔ پس جو شخص بھی فیصلہ کریگا۔ اس کی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اور صحیح بھی۔ لیکن آخر ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہتے ہیں عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کو مردوں کے ماتحت رکھا جاتا ہے۔ لیکن کیا سارے کے سارے مرد صحیح اور درست ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ لیکن گھر کا انتظام چلانے کیلئے ایک حد مقرر کر دی گئی۔ کہ مرد کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔

پس یہ باتیں نہایت ضروری ہیں۔ جو آپ لوگوں کے مدنظر رہنی چاہئیں۔ اول سابقوں کا حق دوسرے مؤلفۃ القلوب کی رعایت تیسری دیانتداری سے رائے قائم کرنا اور جو فیصلہ کیا جائے اسے تسلیم کرنا۔

رائے لگانے میں جلد بازی

رائے لگانے میں کس طرح جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کا پتہ اس سے لگتا ہے۔ کہ جب ماسٹر محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب تھے تو مدتوں سے ہی کئی میرے پاس آتے۔ اور کہتے یہ خرابی ہے۔ یہ نقص ہے۔ میں نے ان کے کہنے پر نہیں بلکہ اور وجوہات سے ماسٹر محمد الدین صاحب کی بجائے قاضی عبداللہ صاحب کو ہیڈ ماسٹر مقرر کر دیا۔ اور انہیں مینجر بنا دیا۔ اس پر کہا گیا ماسٹر محمد دین صاحب لائق تھے۔ اچھا کام کرتے تھے۔ اب نقص پیدا ہو گیا ہے۔ یہ خرابی ہو گئی ہے۔ اور بعض نے کہا مولوی شیر علی صاحب مقرر ہوں۔ تو بہت اچھی بات ہوگی۔ ہم نے اس شخص کی طرح جو ہر دلعزیز بننا چاہتا تھا۔ مولوی شیر علی صاحب کو مقرر کر دیا۔ اب خطوط آتے ہیں۔ کہ تجربہ کاروں کو ہٹا کر دوسروں کے سپرد کام کر دیا گیا ہے۔ کس طرح چلیگا۔

اسی طرح ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں ناظروں کو جمع کر کے کہا گیا کہ اپنے اپنے صیغوں میں تخفیف کریں۔ مگر عین اس وقت جبکہ ہر محکمہ والا کہہ رہا تھا۔ کہ میرے صیغہ میں یہ تخفیف کر دی جائے۔ میرے صیغہ کا یہ خرچ بند کر دیا جائے۔ اور ہم اوسطاً فیصدی تنخواہ کم کرنے کی تجویز ہو رہی تھی۔ ایک بڑے لقمہ جو بڑے لوگوں ہو

اونہوں نے مجھے کہا۔ کہ یہ لوگ غلط طور پر اپنے کاموں کی تعریفیں آپ کے سامنے کرکے کہتے ہیں تحقیقات نہیں کرنی چاہئے۔ اسکے متعلق دوسرے لوگوں سے پوچھا جائے۔

یہ ان کا محض قیاس تھا۔ اور اصل واقعہ کے بالکل الٹ۔ اور اسکی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک شخص تو جان قربان کر رہا ہو۔ مگر دوسرا کہے۔ کہ وہ مجھے زہر دینا چاہتا ہے۔

رائے قائم کرنے کا صحیح اور درست طریق یہ ہے۔ کہ جس کے متعلق رائے ہو۔ اُسے قائل کرنیکی کوشش کی جائے۔ اگر وہ قائل ہو جائے۔ تو اچھی بات ہوگی۔ اور اگر قائل نہ ہو۔ تو سمجھ لیا جائے۔ کہ اس بارے میں میرا بھی قیاس ہے۔ اور اسکا بھی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ میرا قیاس غلط ہو۔ اور اس کا صحیح۔ کیونکہ وہ کام کرنے والا۔ اور کام کی حقیقت کو مجھ سے زیادہ سمجھنے والا ہے۔ یا پھر سمجھ لیا جائے۔ کہ سابقوں کی وجہ سے یا مؤلفۃ القلوب کی وجہ سے رعایت کیجاتی ہے۔

اعتراض کرنیوالوں کو کام کرنیکی دعوت

جو ان باتوں کو نظر انداز کرکے اعتراض کرتے ہیں۔ ان کو ہم کہتے ہیں۔ اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ ان کے اعتراض درست ہیں۔ تو کیا وہ خود یہ کہنے کیلئے طیار ہیں۔ کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کریگا۔ اگر وہ یہ کہدیں۔ کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کریگا۔ تو میں ان کو عہدہ دار بنا [illegible] اعتراض نہ کیا جاویگا۔ میں انہیں انجمن کے ممبر بنا دونگا۔ مدرسہ احمدیہ کا مینیجر اور صیغوں کا آج ہی انچارج کر دونگا۔ موجودہ کام کرنے والوں کے جسقدر بھی عہدے ہیں۔ سب اُن کو دیدونگا۔ اور پہلے کارکنوں کو خدا نے جو کچھ دیگا۔ اپنے پاس سے دونگا۔ اگر کوئی اس بات کیلئے اپنے آپ کو خود نہ پیش کرتا ہو۔ اور کسر نفسی کرے۔ تو دوسرے پیش کردیں۔ کہ فلاں فلاں ایسا ہے۔ جسپر کوئی اعتراض نہ کریگا۔ میں انہیں کو مقرر کردونگا۔ مجھے تو کام سے غرض ہے۔ لیکن یہ خوب اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ جو لوگ کام اچھی طرح کرنیکا زیادہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ان پر زیادہ اعتراض پڑتے ہیں۔ بات یہی ہے۔ کہ رائے اور قیاس میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ کسی کام کے متعلق کسی کی جو رائے ہو۔ وہ غلط ہو۔ مگر کام چلانے کیلئے اس کا ماننا ضروری ہوتا ہے۔

بیان کردہ باتوں کو مدنظر رکھو

پس ان باتوں کو مدنظر رکھو۔ جو میں نے رائے قائم کرنیکے متعلق بتائی ہیں۔ اور جو کام کرنے والوں کے متعلق بیان کی ہیں۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کام کرنیکی لیاقت کیوجہ سے ایک زیادہ کا مستحق ہے۔ لیکن مؤلفۃ القلوب کی وجہ سے دوسرے کو زیادہ دیا جاتا ہے۔ یا اسکی عادت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے وقت کہا گیا۔ کہ یہاں جو لوگ آتے ہیں۔ ان سب کو ایک جیسا کھانا دینا چاہئے۔ فقرا کے دربار میں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ امیر کو اچھا اور غریب کو معمولی کھانا دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ میں کیا کروں۔ خدا نے ہی یہ فرق رکھا ہے۔ کہ کسی کو امیر بنایا ہے۔ اور کسی کو غریب۔ تو جیسی عادت ہو۔ اس کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ پس سبقت کی وجہ سے یا عادت کی وجہ سے یا لیاقت کیوجہ سے جو اگرچہ کم ہوتی ہے۔ لیکن اوروں میں اتنی بھی نہیں ہوتی۔ اسلئے اسے رکھنا پڑتا۔ اور سلوک کرنا پڑتا ہے۔ ان باتوں کو زیر نظر رکھکر رائے قائم کرنی چاہئے۔ محض لیاقت کوئی چیز نہیں۔ سبقت اور تالیف قلب بھی ضروری ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے۔ کہ ایک کی رائے میں ایک لائق ہوتا ہے۔ اور دوسرے کی رائے میں وہ ایسا نہیں ہوتا۔ اسلئے کس کی رائے کی پابندی کیجاوے۔ بات یہی ہے۔ کہ لوگوں کی رائے کی پابندی نہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ کیجا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسے معاملات کے متعلق جو قواعد بتائے ہیں۔ اور جن کا میں ذکر کر آیا ہوں۔ انہی کی پابندی کی جائیگی۔ [illegible] ہیں۔ اس لئے قیامت تک تفرقہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ خدا کے مقرر کردہ قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ مضبوطی کی طرف جاتے ہیں۔ کمزوری کی طرف نہیں جاتے۔ اگر ان باتوں کو تم مدنظر رکھو گے۔ تو جو بھی دشمن تم سے ٹکرائیگا۔ پاش پاش ہو جائیگا۔ اور تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔ اور اگر ان کو مدنظر نہ رکھو گے۔ تو کسی دشمن اور کسی فوج کی ضرورت نہیں۔ تم خود بخود کھائے جاؤ گے۔ اور ملیامیٹ ہو جاؤ گے۔

جو چاہو کرو

ان دونوں باتوں میں سے جو چاہو قبول کرو۔ چاہے خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کرکے مضبوط چٹان بن جاؤ۔ چاہے معمولی معمولی باتوں میں پڑکر اور غلط اور بیہودہ رائے زنیاں کرکے ملیامیٹ ہو جاؤ۔ یہ دونوں راستے تمہارے سامنے ہیں۔ چاہے تم خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ چاہے نفس پرستی کے پیچھے پڑکر وہ موتی جو خدا تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ ہتھوڑا مار کر توڑ ڈالو۔

نوٹس برائے عام اطلاع

منشی محمد الدین برادر منشی محمد نصیب میرا مختار عام تھا۔ مگر اب ڈیڑھ سال سے نہیں ہے۔ اسلئے میری طرف سے کوئی معاملہ نہیں کر سکتا۔ اور اسکی کسی تحریر وغیرہ کا یوم علیحدگی سے میں ذمہ دار نہیں۔

عبد الرحمٰن لائلپوری ٹھیکیدار بہشتی مقبرہ قادیان

یا الٰہی خیر — اصلی میرا احمدی کا سرمہ — یا الٰہی خیر

اصلی میرا نہ مصدقہ مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ صاحب نے سرمہ بنایا اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است ۔ ککروں کے لئے ۔ ابتدائی موتیا بند جالا ۔ پھولا ۔ پڑبال کے لئے بہت مفید ہے ۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو ۔ اور آنکھوں کی بینائی کمزور ہو ۔ آنکھیں سرخ رہتی ہوں ۔ بہت مفید و مجرب ہے ۔ میرا خود بھی کئی سالوں سے تجربہ ہے ۔ کہ بہت مفید ہے ۔ لہٰذا اوس کے مفید ہونے پر چند قادیان کے باشندوں کی گواہیاں باہر کے لوگوں کے لئے کافی سمجھتا ہوں

۱۔ میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی کا سرمہ آزمایا اور بفضل خدا بہت ہی بہتر پایا ۔ پچھلے دنوں میں میری آنکھیں بہت دکھنے لگیں ۔ اور تکلیف بھی ہو گئی ۔ جس پر کہ جناب حکیم مولوی غلام محمد صاحب کے مشورہ سے اور حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی ہدایت کی بنا پر میں نے دو تین روز سید صاحب کا سرمہ آنکھوں میں لگایا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کلی صحت پائی ۔ نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں ۔ میں نے سید صاحب موصوف کا سرمہ لیکر بھجوایا ۔ جس سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا ۔ اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کیلئے شفا کا موجب بنا دے ۔ آمین ۔

خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی مولوی فاضل و منشی فاضل از قادیان

۲۔ میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ میرا خریدا ۔ جس کو میں نے بہت مفید پایا ۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا ۔ سب نے اس کی تعریف کی ۔ یہ سرمہ بہت عمدہ ہے اور قابل قدر ہے ۔ خاکسار عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان

۳۔ میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ایک ہفتہ استعمال کیا ہے ۔ میری آنکھوں میں ککرے تھے ۔ بہت تکلیف رہتی تھی ۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک سال متواتر کاسٹک لگانے کا حکم دیا تھا ۔ لیکن وہ تو پورا نہ کر سکا ۔ احمد نور صاحب کابلی کے سرمہ سے میری آنکھیں بالکل ٹھیک اور صحیح ہو گئیں ۔ سو میں عرض کرتا ہوں ۔ کہ جن کی آنکھوں میں ککرے ہوں وہ اس سرمہ کو ضرور استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں ۔

خاکسار ایجنٹ نور محمد ولد عبداللہ مرحوم

۴۔ میری آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا تھا ۔ اور دھوپ کی چمک بہت سخت لگتی تھی ۔ آنکھوں میں ہر وقت سرخی رہتی تھی ۔ نظر کمزور تھی ۔ احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ بہ ارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا بفضل تعالیٰ بالکل اچھا ہو گیا ۔ اور نظر کامل ہو گئی ۔ سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں ۔

شہید مرحوم کے چشم دید واقعات چھپ گئے ہیں ۔ شائقین ۲ ؍ کے ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے ایک کاپی منگوا سکتے ہیں ۔ اور دو یا تین سے زیادہ نسخہ کیلئے وی پی بھیجی جا سکتی ہے ۔ اس کتاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد ہے ۔ فرماتے ہیں ۔ کہ سید احمد نور صاحب نے حضرت مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کے حالات لکھے ہیں ۔ جن سے احمدیت پر ایمان میں ترقی ہوتی ہے ۔ اور یہ ایسی کتاب ہے کہ چاہئے اسکو ہر شخص پڑھے ۔ اور اپنے ایمان میں ترقی کرے ۔ المشتہر ۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر ۔ قادیان

جلسہ پر آنے والے احباب کو ضروری اطلاع

اب چونکہ محصول ڈاک دوگنا اور فیس اور رجسٹری کا خرچ زائد ہونے کے باعث کتب منگوانے میں بہت دقتیں پیش آرہی ہیں ۔ جلسہ کا موقعہ ایسا ہے ۔ کہ جس پر اکثر احباب تشریف لاتے ہیں اس لئے اس قدر اخراجات کثیرہ سے بچنے کیلئے احباب کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ احباب اس اعلان کے پڑھتے ہی فہرست کتب پتہ ذیل سے طلب کر لیں ۔ اس فہرست کے ساتھ تمام نئی اور پرانی کتب کی مفصل اطلاع شامل ہو گی ۔ اس فہرست پر مطلوبہ کتب کے نام کے آگے نشان و کر اور اسی فہرست کے پہلے صفحہ پر اپنا نام مع مفصل پتہ لکھکر واپس پتہ ذیل پر بھیجدیں ۔ اور ساتھ ہی دو تین روپیہ بطور پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ۔ اس فہرست کے موصول ہونے پر مطلوبہ کتب کا پارسل باندھکر اور اسپر نام لکھکر امانت رکھ لیا جائیگا ۔ احباب جلسہ پر آ کر اپنا اپنا پارسل بقیہ رقم ادا کر کے وصول کر لینگے ۔ اسی طرح جو احباب جلسہ پر نہ آسکیں وہ آنے والے احباب کی معرفت منگا لیں ۔

مزید رعایت

یہ کی گئی ہے کہ کتاب گھر کی اپنی شائع کردہ کتب میں دو روپیہ کے خریدار کو چار آنہ فی روپیہ کمیشن بھی دیا جاویگا ۔ احباب اس دگنی تگنی رعایت سے ضرور بالضرور مستفید ہونے کی کوشش فرماویں ۔ یعنی ایک محصول ڈاک وغیرہ کی رعایت دوسرے کتاب گھر قادیان کی خاص رعایت ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاندار پر معارف تفسیر القرآن

خزینۃ العرفان

کا پہلا پارہ نہایت خوبصورت کر کے ولایتی چکنے کاغذ پر چھپوایا گیا ہے ۔ جلسہ پر انشاء اللہ تیار ملیگا ۔ صفحات ۱۸۰ قیمت عہ بخوف کمی قدردانی تعداد بہت تھوڑی چھپوائی گئی ہے نوٹ ۔ جن کا پیشگی روپیہ دیا ہوا ہے ۔ ان سے صرف عہ قیمت لی جاویگی ۔ باقی احباب سے بشرط مستقل خریداری عہ پیشگی اور عہ قیمت پارہ اول

المشتہر

کتاب گھر قادیان

ملفوظات نور

مولٰنا مولوی حکیم نورالدین رضؓ صاحب خلیفۃ المسیح اول کے فرمودہ کلمات ملفوظات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں چھپتے رہے ہیں۔ ایک رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہیں۔ قیمت ۵؍

چٹھی مسیح:۔ مولویاں دی چٹھی مسیح ابن مریم دل اتے اوسدا جواب پنجابی نظم مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ترگڑی۔ قیمت ۱؍

دلائل حقہ بر:۔ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پنجابی نظم رزائل حقہ ۔ حقہ پینے کے نقصانات اور ممانعت از جانب حضرت مسیح موعودؑ نہایت مدلل طور سے بیان کی ہے۔ ہر تینوں کتابیں متذکرہ بالا ہر ایک تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

احمدی و غیر احمدی:۔ فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ نہایت عمدہ مفید ہیں کیا فرق ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۱؍

لغات القرآن جسمیں تمام قرآن مجید کی لغتیں سلسلہ وار درج ہیں۔ قیمت ۱۲؍

المشتہر:۔ شیخ رحیم بخش احمدی تاجر کتب مغل بازار امرتسر

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبر ۱۰۲۵/۱۹۱۵ الحق

انارج دالوں اور آٹا کا نرخ !

اناج دالوں اور آٹے کا نرخ جو مندرجہ بالا اعلان کے مطابق زیر شرائط متذکرہ بالا براستہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی کی طرف جانے والے مال پر عاید ہوتی ہیں۔ اسو مارچ ۱۹۲۲ء تک براستہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی سے آنے والے مال پر بھی عاید ہونگی ٭

دفتر ٹریفک منیجر لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

حسب الحکم اے۔ ڈی۔ بیملوش صاحب بہادر ٹریفک منیجر

قادیان میں جرمن کے

مشہور و معروف سیکڑوں کی گنڈے سینے کی مشین شلا لیف ڈرکوپ۔ گزر نقد قیمت پر ارزاں ملنے کا پتہ دریافت طلب امور کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ۔

حمائل شریف اعجاز صنعت۔ قابل دید ولایتی کاغذ پر ۴۷۷ صفحہ کی مجلد قیمت ۱۲؍

حمائل شریف عکسی:۔ مطبوعہ مطبع لنڈن مجلد تعداد صفحہ ۱۰۱ قیمت عہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

نورالدین شیر محمد تاجر کتب دارالامان قادیان

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعودؑ کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم کے واسطے بیحد مفید ہے۔ آپنے فرمایا۔ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ میرے والد صاحب نے ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ جس سے ثابت ہوا ہے۔ کہ قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے مفید ہے۔ بلکہ میں نے مرض انفلوئنزا میں جس مریض کو استعمال کرایا۔ شفایاب ہوا۔ اسلئے کم سے کم ایک صد گولیاں احباب کے پاس ہونی چاہئیں۔ جو ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شب کو سوتے وقت کھانے سے قبض وغیرہ کی شکایت رفع ہوتی ہے۔ قیمت گولیاں فی سیکڑہ معہ محصولڈاک عہ

المشتہر:۔ منیجر عزیز ہوٹل قادیان۔ پنجاب

خریطۃ الصرف

علمی دنیا میں بہترین ایجاد

صرف و نحو کے تمام ضروری مسائل کو جمع کر کے ایک دلاویز عام فہم نقشہ کی صورت میں چھاپا گیا ہے۔ جو عام جغرافیہ نقشوں کے سائز پر ہے۔ دیوار پر لٹکایئے۔ اور فائدہ اٹھایئے۔ علماء زمانہ نے اس کو بہت ہی پسند فرمایا ہے۔ صرف کاغذ عمدہ نقشہ مکمل صورت میں تین روپے روغنی چار روپے

درخواستیں بنام مولوی ابوالعطاء رحمت علی مولوی فاضل

قادیان ضلع گورداسپور

تذکرۃ المہدی حصہ دوم چھپ گیا۔

تذکرۃ المہدی حصہ اول ختم ہونے کے بعد حصہ دوم فی الحال ۲۸۸ صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ اسمیں عجیب و غریب چشمدید حالات و واقعات ہیں۔ جن سے مسئلہ نبوت و مصلح موعود پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ جلسہ پر آنے والے احباب خرید لیں۔ اور باقی ۱۲؍ کے ٹکٹ فی جلد کے حساب سے بھیج کر منگوا لیں۔

پیر سراج الحق نعمانی قادیان (دارالامان) ضلع گورداسپور

عالمگیر واچ ہاؤس لدھیانہ

جس میں ہر قسم کی جیبی اور کلائی پر باندھنے والی گھڑیاں کلاک۔ ٹائم پیس امریکن۔ مختلف قسم کے سادہ الارم دار چوڑیاں چرمی و دھلی تسمے۔ زنجیریں ہر قسم کی نہایت اعلےٰ وعمدہ بالکفایت اور ارزاں برائے فروخت موجود ہیں۔ فرمائش بھیجکر ہماری راستی کا امتحان کریں۔ احمدی کیساتھ خاص رعایت ہوگی۔ علاوہ ازیں لدھیانہ کی ساختہ لنگیاں تولئے۔ دریاں۔ گردل۔ اور جرابیں سوتی و اونی ہر قسم کی صرف دو روپیہ فیصدی کمیشن پر بھیجی جاتی ہیں۔ ہماری دکان پر اصلی پتھر کی عینکیں اور دوسری ہر قسم کی عینکیں بھی بہت سستی اور ارزاں ملتی ہیں۔ قیمت ہر حالت میں پیشگی۔ یا بذریعہ وی پی ٭

المشتہران ماسٹر قمرالدین شیخ نورالٰہی احمدیان واچ اینڈ کلاک مرچنٹس چوڑا بازار لدھیانہ

تلاش روزگار

بندہ محکمہ نہر بدت سے کام ٹھیکیداری کا کرتا ہے۔ چنانچہ آجکل ضلع شیخوپورہ میں کام ہے۔ مگر کام قلیل ہونیکی وجہ سے اچھا ہے۔ اگر کسی احمدی بھائی انجنیئر سب ڈویژنل آفیسر کے پاس پکا کام ہو تو بندہ کو یاد فرمایئے۔ کام دیانت اور محنت سے حسب منشا کرونگا۔

مستری چراغ الدین احمدی موضع کوٹلی ترکھانان ڈاکخانہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ